مواعظ حسینیہ (سنہ ۱۲۰۰ ہجری)

مترجم: خان محمد صادق جونپوری

قسط-۱۸

(بیست وہفتم ذی القعدہ سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو پڑھا گیا خطبہ)

روی الشیخ الصدوق محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ باسناد عن الصادق علیہ السلام انہ قال قال رسول اللہ قالت الحواریون یاعیسیٰ یا روح اللہ من نجالس؟قال من یذکرکم اللہ رویتہ ویزید فی علمکم منطقہ وینعبکم الآخرۃ علمہ۔

جناب سید المرسلینؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے ان سے سوال کیا کہ ہم کس کے ساتھ ہم نشینی کریں؟ حضرت عیسیٰ نے جواب دیا: ''ایسے شخص کے ساتھ اٹھو بیٹھو جس کو دیکھنے سے تمھیں اللہ تعالیٰ کی یاد آئے اور اس سے بات کرنا تمھارے علم میں اضافے کا سبب بنے اور اس کا علم تم کو آخرت کی طرف راغب کرے۔''

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ مومنین سے ملاقات نہ کرنا اور گوشہ نشینی اختیار کرنا قابل مذمت ہے۔ دوسری بات یہ کہ مذکورہ بالا صفات کے حامل لوگوں کی ہم نشینی مستحب بلکہ بعض اوقات واجب ہے، کیونکہ حدیث مشہور ''اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ'' کی بنیاد پر علم دین کی تحصیل واجب ہے اور مقدمہ واجب واجب ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ لہو و لعب میں مشغول افراد کی صحبت قابل مذمت اور کبھی کبھی حرام ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ اکثر لوگ اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ بعض لوگ صالح مومنین کی ملاقات کو ترک کرنے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے پر فخر ومباہات کرتے ہیں۔ اکثر لوگ گنہگاروں اور فاسقوں کے ساتھ رہتے ہیں اور دیندار علما و صالح مومنین کی ہم نشینی سے نفرت رکھتے ہیں، بلکہ فاسق اور گنہگاروں کو شریعت کی پابندی کرنے والوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ شریعت کی پابندی کرنے والے سب جھوٹے مکار دغاباز ہوتے ہیں اور ان کا ظاہر ان کے باطن کے خلاف ہوتا ہے۔

ان کے ذہن میں اتنی سی بات نہیں آتی کہ اہل شرع کا ظاہر، موافق ومخالف کے اتفاق رائے سے، اللہ کے حکم کے موافق ہے اور شرع کے خلاف کام کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی کو دوسرے کے باطن کا حال معلوم نہیں ہے اور اگر کوئی دعوا کرے کہ اس کا باطن دوسرے سے بہتر ہے تو اس نہج سے شرع کی پابندی کرنے والے، خلاف شرع عمل کرنے والے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ تو عقلمند صرف مخالفین کے ادعائے خوبی باطن کی بنیاد پر ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں پر ترجیح نہیں دے گا۔

گوشہ نشینی کی مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ عقل بھی اس طرف دلالت کرتی ہیں۔ حکمانے بھی تصریح کی ہے کہ انسان فطرتاً مدنی (Civil) ہوتا ہے۔ انسان کو ٹھنڈک سے بچنے کے لئے لباس کی ضرورت ہے، اسی طرح کھانے پینے کی بھی ضرورت ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ لباس یا کھانے پینے کی چیزوں کی ضروریات کو پوری کرنا انسان کی مدنی زندگی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اہل اسلام متفق ہیں کہ علم دین حاصل کرنا واجب ہے۔ برادران دینی کی ملاقات اور بیماروں کی عیادت اور غریبوں کی مدد مستحب ہے۔ اور اس بات میں شک نہیں کہ تنہائی اور گوشہ نشینی کی صورت میں ان میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

چنانچہ کتاب ''کافی'' میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب سید المرسلینؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک آدمی مسلمان ہوا ہے لیکن اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور کسی سے ملتا نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا: ''پھر وہ اپنے دینی مسائل کو کیسے حاصل کرے گا!''

معتبر سندوں کے ساتھ انہیں حضرتؐ سے منقول ہے کہ تم پر لازم ہے کہ مسجد میں نماز پڑھو، اچھے لوگوں کی ہمسائیگی اختیار کرو، ان کے لئے گواہی دو اور ان کی نماز جنازہ میں شریک ہو۔ بے شک تمھارے لئے لوگوں سے نشست و برخواست ضروری ہے۔ انسان جب تک زندہ ہے لوگوں سے مستغنی نہیں ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔

معتبر سندوں کے ذریعے شیمہ سے منقول ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں گیا کہ آپ سے رخصت ہولوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''اے شیمہ! میرے شیعوں اور دوستوں میں سے جس سے بھی ملاقات ہو، اسے میرا اسلام پہنچانا اور ان کو میری طرف سے سفارش کرنا کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں، مالدار لوگ غریبوں کو فائدہ پہنچائیں، قوی لوگ کمزوروں کی مدد کریں، زندہ لوگ مردوں کے نماز جنازہ میں شریک ہوں اور ایک دوسرے کی گھر پر ملاقات کریں۔

جناب سید المرسلینؐ سے منقول ہے کہ میری امت میں رہبانیت نہیں ہے۔ رہبانیت یعنی گوشہ نشینی اختیار کرنا، عورتوں کو چھوڑنا (یا بیاہ نہ کرنا) اور ملبوسات و مشروبات سے دستبردار ہونا، یہ اسلام میں جائز نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ میری امت کی رہبانیت ''جہاد راہ خدا'' ہے۔

یہ شک پیدا نہ ہونے پائے کہ جس طرح یہاں پر ان حدیثوں میں تنہائی اور گوشہ نشینی کی مذمت ہوئی ہے، اسی طرح بعض دوسری حدیثوں میں ان کی مدح اور تعریف بھی ہوئی ہے۔

کتاب ''کافی'' میں امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یا **هشام الصبر علی الوحدة عَلامة قوّة العقل فمن عقل عن الله اعزل اهل الدنيا و الراغبين فيها و رغب فيها عند الله۔**

اے ہشام! تنہائی پر صبر کرنا، قوت عقل کی علامت ہے اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ اہل دنیا (دنیاداروں) سے علیحدگی اختیار کرے گا۔

اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ ایہا الناس! خوش نصیب ہے وہ شخص جو اپنے عیبوں کی تلاش میں رہے اور دوسرے کے عیوب سے غافل ہو جائے اور اپنے گھر میں بیٹھے اور اپنی روزی کھائے اور اطاعت خدا میں مشغول ہو اور اپنے گناہوں پر گریہ کرے۔

اسی طرح وہ حدیث جو عبداللہ بن عامر الحسنی سے منقول ہے کہ سید المرسلینؐ سے طریق نجات کے سلسلے میں سوال کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا: ''اپنے گھر میں بیٹھو اور اپنے دین کی حفاظت کرو اور اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کرو۔''

كما قيل رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم الناس افضل فقال رجل في الشعب من الشعاب يعبد ربه و يدعي الناس من نفسه۔

جب یہ ساری حدیثیں موجود ہیں تو آپ کس طرح کہتے ہیں کہ گوشہ نشینی مذموم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جناب ائمہ علیہم السلام معصوم ہیں اور ان کا کلام غلطی اور لغزش سے مبرا ہوتا ہے۔ یعنی یہ دو طرح کی حدیثیں مجمل ہیں اور ان کی وضاحت یوں ہے:

جناب ائمہؑ اور ان کے بعد علمائے دین، ڈاکٹر کی طرح ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے بندوں کے علاج کے لئے خلق فرمایا ہے۔ ائمہؑ کا کلام دوا کی مانند ہے اور اس کی مختلف خاصیتیں ہوتی ہیں جو مختلف امراض کے علاج کے لئے اصحاب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جس طرح ہمارے لئے اپنی عقل ناقص کی تجویز پر ہر نامعلوم خاصیت کی دوا کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بالکل اسی طرح جاہل کو نظر سے گزرنے والی ہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ انسان کو اپنی عقل پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس شخص

سے علاج کرانا ہوگا جو خود اس سے افضل ہو اور کچھ مدت علمائے کرام کے 'مطب' میں 'نسخہ نویسی' کر چکا ہو۔

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ گوشہ نشینی کی مدح اور تعریف اس موقع کے لئے ہے جب علما اور صلحائے مومنین کی مصاحبت ممکن نہ ہو۔ مثلاً وہ مخالفین، فاسقین اور فجار کے درمیان رہتا ہو تو اس صورت میں ان کی صحبت کو ترک کرنا اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا بہتر ہے۔

کما روی عن الصادق صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قال اذاابتلیت باھل النصب و مجالستھم فکن کانک علی الرصف حتیٰ اتقو فان اللہ یمقتھم و یلعنھم ۔فاذا رایتھم یخوضون فی ذکر الامام من الائمۃ فقم سخط اللہ ینزل ھناک۔

یعنی جب بت پرستوں کی ہم نشینی سے دوچار ہو جاؤ تو اس طرح رہو گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہو یعنی کھڑے ہونے کا ارادہ کرو اور جب دیکھو کہ کسی امام کی مذمت ہو رہی ہے تو وہاں سے ہٹ جاؤ۔ بے شک اس وقت وہ غضب الٰہی کا شکار ہوں گے۔

اس طرح کی دوسری حدیثیں بھی ہیں جو عنقریب بیان ہوں گی۔

قال سید الاوصیاالجلسۃ الحسنۃ فی الجامع خیرلی من جلسۃ فی الجنۃ فان الجنۃ فیھا رضا لنفسی و فیہ رضالربی۔

ایک حدیث میں پیغمبرؐ نے ابوذر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے:

یا اباذر!الجلیس الصالح خیر من الوحدت و الوحدت خیر من جلیس السوء و املاء الخیر خیر من سکوت و السکوت خیر من املاء الشر۔یا اباذر!لا تصاحب الا مومناً و لا تاکل طعاماً الامع التقی و لا تاکل طعام الفاسقین۔

تنہائی اور گوشہ نشینی دو طرح کی ہوتی ہے: ا۔ باطنی تنہائی جس کا تعلق دل سے ہے۔ اس کا مطب ہے، ہر حال میں خدا کی یاد میں رہنا اور اس کی مخلوق سے منفعت کی امید اور مضرت کا خوف نہ رکھنا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا انیس نہ جاننا، صرف نیت قربت کے ساتھ مومنین سے ملاقات کرنا، بیمار مومنین کی عیادت کرنا، جمعہ و جماعت میں حاضر ہونا یہاں تک کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہنا۔

اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی تنہائی اور گوشہ نشینی نہایت ہی پسندیدہ امر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو اس طرح کی گوشہ نشینی کی توفیق عنایت فرمائے۔

تنہائی اور گوشہ نشینی کی دوسری قسم خود دو طرح کی ہوتی ہے:

پہلی قسم یہ کہ دینی بھائیوں کی ملاقات کو ترک کر دے اور خود کو حصول علم دین، عیادت مریض، نماز جمعہ و جماعت میں شرکت، نکاح، مومنین کی حاجت روائی وغیرہ کے ثواب سے محروم رکھے۔ بے شک اس قسم کی گوشہ نشینی بہت ہی قابل مذمت ہے۔ اس کی مذمت میں بہت سی حدیثیں اور نصوص وارد ہوئے ہیں۔ اس کی قباحت پر شیعہ مذہب میں اجماع پایا جاتا ہے۔

دوسری قسم فاسق و فاجر افراد کی صحبت سے علیٰحدگی اختیار کرنا ہے۔ بے شک ایسے افراد سے دوری اختیار کرنا اور ان کے ساتھ سے باز رہنا افضل مستحبات میں ہے بلکہ کبھی کبھی واجب ہے۔

ان لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جن کو دیکھنے سے خدا کی یاد آتی ہے اور جن سے بات کرنے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور جن کا علم ہم کو آخرت کی طرف راغب کرتا ہے، ترجیحات شرعیہ میں سے ہے۔ مثلاً وہ حدیث جو کتاب ''کافی'' میں مرقوم ہے اور جس کا خلاصہ یوں ہے:

حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا: اے فرزند! اگر کسی محفل میں بیٹھنا چاہو تو نظر کرو اگر اہل مجلس ذکر خیر میں مشغول ہیں، مثلاً علم دین کے سلسلے میں بحث کر رہے ہیں یا محامد اللہ تعالیٰ یا فضائل انبیا و اوصیا کو بیان کر رہے ہیں وغیرہ تو اس محفل میں

بیٹھو۔اب اگر تم ان سے زیادہ عالم ہو گے تو وہ تمھارے علم سے استفادہ کریں گے۔اگر وہ تم سے زیادہ علم والے ہوں گے تو تم ان کے علم سے مستفیض ہو گے۔شاید اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو ان کے شامل حال کر دے اور تم بھی ان کی برکت سے اس رحمت میں داخل ہو جاؤ۔

اگر دیکھو کہ اہل محفل ذکر خیر میں مشغول نہیں ہیں تو تم کو ان کی ہم نشینی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اگر تم عالم ہو گے تو وہ تمھارے علم سے بہرہ ور نہ ہوں گے اور اگر تم جاہل ہو گے تو وہ تمھارے مزید جہل کا باعث ہوں گے۔شاید اسی وقت غضب الٰہی ان کو اپنی گرفت میں لے لے اور تم بھی اس کی زد میں آجاؤ۔

امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ عالم سے بات کرنا چاہے وہ گھورے کے اوپر ہو،جاہل سے بات کرنے سے بہتر ہے چاہے وہ نفیس قالین پر ہو۔

نیز امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب سید المرسلینؐ نے فرمایا:''دیندار لوگوں کی ہم نشینی دنیا و آخرت کا شرف ہے۔''

اس طرح کی حدیثیں بہت ہیں۔پس وائے ہو غفلت شعار ظاہر بینوں پر جو علمائے دیندار کی مصاحبت سے شرم محسوس کرتے ہیں اور نخوت و غرور کی وجہ سے صلحائے مومنین کی ملاقات کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔یہاں پر ایک حکایت دہرانا مناسب ہوگا:

ایک بادشاہ نیکی میں مشہور تھا۔ایک روز وہ اپنے لشکر کے ساتھ کسی راستے سے گزر رہا تھا۔اس نے دو لوگوں کو دیکھا جو پرانے لباس پہنے ہوئے تھے،فقر و تنگدستی کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے۔بادشاہ ان کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اترا،ان کا استقبال اور ان سے مصافحہ کیا۔وزیروں نے جب یہ حال دیکھا تو انھیں دکھ ہوا اور بادشاہ کے بھائی کے پاس آئے،کیونکہ وہ بادشاہ کے سامنے ہر بات کہنے کی جرات رکھتا تھا،اور کہا:آج بادشاہ نے اپنے کو ذلیل و خوار اور اہل مملکت کو رسوا کیا۔دو پست اور بے عزت افراد کے لئے اپنی سواری سے اتر گیا،وہ ملامت کا مستحق ہے تا کہ آیندہ ایسا کام نہ کرے۔

بادشاہ کے بھائی نے وزیروں کے کہنے پر عمل کیا اور بادشاہ کی ملامت کی۔بادشاہ نے اس کے جواب میں کچھ نہیں کہا اور بادشاہ کے بھائی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بادشاہ اس کی بات سے خوش ہوا یا ناراض۔وہ اپنے گھر لوٹ آیا۔چند روز اسی طرح بیت گئے۔بادشاہ نے اپنے منادی (پکارنے والے) کو جسے منادی مرگ کہتے تھے حکم دیا کہ ندائے مرگ کو اس کے بھائی کے گھر تک پہنچائے۔بادشاہ کا طریق کار یہ تھا کہ جب کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو یہ منادی اس کے گھر پر ندا کرتا تھا۔منادی کے ندا کرتے ہی،بادشاہ کے بھائی کے گھر سے نالہ و شیون کی صدا بلند ہوئی۔وہ موت کا لباس پہن کر بادشاہ کے گھر گیا۔وہ روتا تھا اور داڑھی کے بال نوچتا تھا۔جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس کو طلب کیا۔وہ حاضر ہوا اور زمین پر گر گیا۔واویلاہ!وامصیبتاہ کہنے لگا۔اپنے ہاتھوں کو بحالت تضرع و زاری بلند کیا۔بادشاہ نے اسے اپنے قریب بلایا اور کہا:''اے بے عقل!منادی کی اس ندا کی وجہ سے داد و فریاد کر رہا ہے جو کسی مخلوق کے حکم سے تمھارے دروازے پر کی گئی ہے۔اور وہ مخلوق تمھارا خالق نہیں بلکہ بھائی ہے۔اور تم جانتے ہو کہ تم نے ایسا جرم بھی نہیں کیا ہے جو قتل کا سبب بنے۔اس کے باوجود مجھے ملامت کرتے ہو کہ کیوں زمین پر گر گئے،جبکہ میں اپنے پروردگار کے منادی کو دیکھ رہا تھا اور میں اپنے گناہوں سے تم سے زیادہ واقف ہوں۔جاؤ،تم آزاد ہو۔میں جانتا ہوں کہ میرے وزیروں نے تمہیں بھڑکایا ہے۔بہت جلد ان کی غلطی ان پر واضح ہو جائے گی۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ لکڑی کے چار تابوت بنائے جائیں۔دو تابوت کو سونے چاندی سے مزین کیا جائے اور دو تابوت پر تارکول لگا دیا جائے۔تارکول لگے ہوئے تابوت کے اندر سونا اور چاندی اور سونے چاندی سے مزین تابوت میں مردار و خون بھر دیا جائے۔

بادشاہ نے ان عمائدین اور وزرا کو دربار میں مدعو کیا جن کے بارے میں یہ خیال تھا کہ انہوں نے بادشاہ کی ملامت کی

ہوگی۔تابوتوں کو دکھایا اور کہا کہ ان کی قیمت لگاؤ۔انہوں نے کہا کہ تابوتوں کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے اور ہماری سمجھ کی بنیاد پر یہ دونوں سونے کے تابوت قیمتی ہیں اور ان دونوں تارکول کے تابوت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا: ''تمہارا یہ فیصلہ تمہاری کم علمی کی وجہ سے ہے۔'' اس نے حکم دیا کہ تارکول والے تابوت کو کھولیں۔تابوت میں موجود سونے چاندی کی چمک کی وجہ سے پورا کمرہ روشن ہوگیا۔بادشاہ نے کہا یہ تابوت ان دونوں افراد کی طرح ہے جن کو تم نے پرانے لباس کی وجہ سے خوار وحقیر جانا، جب کہ ان کا باطن علم وحکمت اور اچھی صفات سے بھرا ہوا تھا اور جن کی قیمت ان یاقوت ومروارید سے لاکھوں گنا زیادہ ہے۔

اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ سونے کے تابوت کو کھولا جائے۔اہل مجلس اس کی بدبو اور تعفن سے متاذی ہوئے۔بادشاہ نے کہا: ''یہ دونوں تابوت ان لوگوں کی طرح ہے جن کا ظاہر لباس وزیورات سے مزین ہے لیکن ان کا باطن مکر، فریب، جھوٹ اور دوسری برائیوں سے مملو ہے جو اس مردار اور خون سے بدتر ہے۔'' وزیروں نے کہا: ''ہم نے آپ کے مطلب کو سمجھ لیا، ہماری خطا ہم پر واضح ہوگئی اور عبرت حاصل ہوئی۔''

مخفی نہ رہے کہ حقیر نے اس بات کو متعدد بار دہرایا ہے کہ زمانہ غیبت میں وہی علمائے دین، احکام الٰہی کی تبلیغ کر سکتے ہیں جو صلاح اور ورع وتقویٰ سے آراستہ ہوں۔بقدر ضرورت حصول علم دین واجب عینی ہے اور یہ مقصد علما سے ملاقات کئے بنا حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔اس طرح حتی الامکان علما کی ہمنشینی اور ساتھ واجب ہوجائے گی۔لہٰذا میں نے بقدر ضرورت اس بات کو بیان کیا ہے۔ہر چند میں جانتا ہوں اس سلسلے میں غلط فہمی بہت ہے۔

عقل مند انسان چھوٹے سے نقصان کے لئے بڑے فائدے کو نہیں چھوڑتا ہے اور اظہار حق کرنے والوں کو لوگوں کی زبان (ملامت) سے بچ پانا بہت مشکل ہے۔لیکن آپ حضرات سے التماس ہے کہ ہر شے کے سلسلے میں حسن ظن رکھیں اور صرف خواہش نفس کی وجہ سے کلام کو برے معنی میں تاویل نہ کریں اور اگر خود سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو ایسے شخص سے پوچھیں جو علم اور صلاحیت والا ہو ورنہ یہ خوف ہے کہ ثواب کے لئے منعقد ہونے والی بزم سے گناہ حاصل ہو۔

کتاب کلینی میں اپنی اسناد کے ذریعے امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اپنے برادر دینی کے قول وفعل کی نسبت حسن ظن رکھو، جب تک کہ اس کے خلاف تمہیں یقین نہ ہوجائے۔جو بات مومن بھائی سے سنو تو جب تک اس کی نیک تاویل کی گنجایش ہو اس کی بری تاویل نہ کرو۔

اسی کتاب میں آں حضرتؑ سے منقول ہے کہ اپنے برادر دینی پر اتہام لگانے سے دینی رابطہ ختم ہوجاتا ہے۔نیز اسی کتاب میں آں حضرتؑ سے منقول ہے جب انسان اپنے دینی بھائی پر تہمت لگاتا ہے تو اس کے دل میں ایمان گل جاتا ہے جیسے نمک کھانے میں گلتا ہے۔

اسی طرح دوسری حدیثیں بھی ہیں۔پس وائے ہو ان لوگوں پر جو مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں خواہش نفسانی کی وجہ سے انبیاء کی طرف خطا کو نسبت دیتا ہوں۔یہ لوگ اتنے سارے علمائے دین کی جو اس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں تکذیب کرتے ہیں اور عذاب سرمدی کی فکر نہیں کرتے ہیں۔

عقل بھی بری صحبت کی مذمت کرتی ہے اور اس کو ترک کرنا واجب جانتی ہے، میرا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ صحبت کا اخلاق وکردار پر اثر پڑتا ہے۔یعنی انسان کو چاہئے کہ اچھی صحبت میں رہنے کی کوشش کرے۔تاکہ شاید اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کا اخلاق اس پر بھی اثر کرے اور برے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے تاکہ خدا نا کردہ ان کی برائی اس میں سرایت نہ کرے اور شیاطین انسانی، شیاطین جن سے زیادہ نقصان دہ ہوتے ہیں کیونکہ انسان اپنے دوستوں سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔

کتاب کلینی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ انسان کے لئے ایسی بزم میں بیٹھنا جائز نہیں ہے، جس میں اللہ

تعالیٰ کی معصیت ہو رہی ہو اور وہ ان کو منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

اسی کتاب میں جعفری سے منقول ہے کہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''تم عبدالرحمن بن یعقوب کے ساتھ میں کیوں رہتے ہو؟'' جعفری نے جواب دیا: ''وہ میرے ماموں ہیں۔'' حضرتؑ نے فرمایا: ''لیکن اس کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ یا تو اس کی صحبت میں رہو اور ہماری صحبت کو ترک کردو یا ہماری صحبت اختیار کرو اور اس کو چھوڑ دو۔'' جعفری نے کہا: ''جو وہ کہتا ہے اگر میں اس کو قبول نہ کروں تو اس کے ساتھ بیٹھنے میں کیا حرج ہے؟'' امام معصومؑ نے فرمایا: ''کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم بھی اس پر نازل ہونے والی بلا کی زد میں آجاؤ۔ کیا تم نے اس شخص کے حالات نہیں پڑھے جو حضرت موسیٰؑ کے لشکر میں تھا اور اس کا باپ فرعون کے لشکر میں تھا۔ جب فرعون کا لشکر حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کا پیچھا کر رہا تھا تو وہ شخص موسیٰؑ کے لشکر سے الگ ہوکر باپ کو نصیحت کرنے اور لشکر موسیٰؑ کی طرف واپس لانے کی غرض سے وہیں رک گیا۔ وہ باپ کے ساتھ فرعون کے لشکر میں چل رہا تھا۔ جب بیچ دریا میں پہنچے تو لشکر فرعون کے ساتھ وہ بھی غرق ہوگیا۔ حضرت موسیٰ تک جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: ''وہ رحمت پروردگار میں ہے لیکن جب بلا نازل ہوتی ہے تو گنہ کار کے ساتھ رہنے والا بھی اس کی زد میں آجاتا ہے۔''

کلینی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اہل بدعت کے ساتھ ساتھ نہ رہو۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دو ورنہ لوگ تمہیں بھی ان میں شمار کریں گے۔

نیز اسی کتاب میں جناب سید المرسلینؐ سے منقول ہے کہ میرے بعد جب یہ دیکھو کہ صاحبان بدعت پیدا ہو رہے ہیں تو تم کو چاہئے کہ ان سے بیزاری اختیار کرو اور ان پر ان کی خطا ولغزش کو ظاہر کرو اور ان کی مذمت کرو تاکہ لوگ متنبہ اور خبردار ہوں کہ اہل بدعت پھر لوگوں کے عقیدے کو خراب کرنے کی طمع نہ کریں اگر میرے کہنے پر عمل کروگے تو تمھارے لئے حسنات لکھے جائیں گے اور تمہارے درجے بلند ہوں گے۔

اسی کتاب میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ اکثر منبر پر فرماتے تھے کہ مسلمان کے لئے تین اشخاص سے دوستی جائز نہیں ہے۔ پہلا شخص بیباک فاجر جو اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یا اس کے بارے میں کیا کہا جارہا ہے، دوسرا احمق شخص، تیسرا دروغ گو۔

نہیں تو فاجر شخص۔ تمہیں لینا چاہے گا اور دنیا وآخرت کے سلسلے میں تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ اس سے نزدیکی سخت دلی کا سبب ہوتی ہے اور تمہارے پاس اس کی آمدورفت تمہارے لئے باعث ننگ وعار ہے۔

اور احمق شخص عقل کی کمی کے باعث خیر کی طرف تمہاری راہنمائی نہیں کرسکتا ہے، نہ تم سے بلا کو دور کرسکتا ہے۔ اکثر وہ خوبی کا ارادہ کرے گا لیکن تمہیں نقصان پہنچادے گا۔ اس کی موت زندگی سے، اس کی خاموشی اس کے بولنے سے اور اس کا تم سے دور رہنا اس کے قریب رہنے سے بہتر ہے۔

اور دروغ گو کی صحبت سے تمہیں کوئی آرام نہیں ملے گا۔ وہ تمہاری باتوں کو غلط طریقے سے لوگوں تک پہنچائے گا، لوگوں کی نسبت جھوٹی باتیں تم سے کہے گا لوگوں کے درمیان جھوٹ کے ذریعے عداوت ودشمنی ڈالے گا اور کینہ وحسد کو دلوں میں پروان چڑھائے گا۔

تو اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور یہ دیکھئے کہ کس کی صحبت میں رہ رہے ہیں۔

معتبر سندوں کے ذریعے امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زناکار عورت تھی جس نے بہت سے جوانوں کو اپنی طرف راغب کر رکھا تھا۔ بعض جوانوں نے کہا کہ اگر اس عورت کو فلاں مشہور عابد دیکھے گا تو ضرور ضرور اس پر فریفتہ ہو جائے گا۔ اس عورت نے جب اس بات کو سنا تو کہنے لگی کہ میں گھر نہ جاؤں گی جب تک کہ اس عابد کو گمراہ نہ کرلوں۔ وہ عورت اس عابد کے گھر کی طرف گئی اور دروازے پر دستک دی اور کہا

اے عابد مجھے مصیبت سے نجات دلاؤ اور پناہ دو تا کہ میں تمھارے گھر میں رات بسر کرسکوں۔ عابد نے انکار کیا۔ عورت نے کہا بنی اسرائیل کے بعض جوان مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان سے پیچھا چھڑا کر بھاگی ہوں۔ اگر دروازہ نہیں کھولو گے تو وہ لوگ آ پہنچیں گے اور میری عزت لوٹیں گے۔ عابد نے جب یہ سنا تو دروازہ کھول دیا۔ عورت جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی، اپنا لباس اتارنا شروع کیا۔ عابد نے جب اس کے حسن و جمال کو مشاہدہ کیا تو شدت جذبات سے بے قابو ہو کر اس کو لمس کیا۔ اسی وقت اسے ہوش آ گیا اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس سے دستبردار ہو گیا۔ چولہے پر کھانا چڑھا ہوا تھا جس کے نیچے آگ جل رہی تھی۔ عابد نے اپنے ہاتھ کو آگ پر رکھ دیا۔ عورت نے پوچھا: ''کیا کر رہے ہو؟'' عابد نے جواب دیا: ''اپنے ہاتھ کو اس سے سرزد ہونے والی خطا کی وجہ سے جلا رہا ہوں۔'' عورت باہر آئی اور بنی اسرائیل کو خبر کی کہ عابد نے اپنے ہاتھ کو جلا ڈالا۔ جب لوگ اس کے گھر تک پہنچے تو عابد کا تمام ہاتھ جل چکا تھا۔

اسی کتاب میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا ایک گاؤں سے گزر ہوا، دیکھا کہ گاؤں والے سب مر چکے ہیں اور کسی نے ان کو کفن و دفن تک نہیں کیا ہے۔ پرندوں، بھیڑ بکریوں اور دیگر جانوروں میں بھی کوئی نہیں بچا ہے۔ انہوں نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''بے شک یہ لوگ غضب الٰہی کی وجہ سے موت کی نیند سو رہے ہیں، کیونکہ اگر مختلف اوقات میں اور الگ الگ مرتے تو ایک دوسرے کو دفن کرتے۔'' حواریوں نے کہا: ''اے روح اللہ اور اے کلمۃ اللہ! خدا سے دعا کیجئے کہ ان کو زندہ کرے تا کہ یہ ہمیں خبر دیں کہ ان کے اعمال کیا تھے اور کس عمل کی وجہ سے اس عذاب کے مستحق ہو گئے۔ جس سے ہم وہ عمل نہ کریں۔

حضرت عیسیٰؑ نے ان کے التماس کو قبول فرمایا اور بارگاہ احدیت میں دعا کی اور ان کو زندہ کرنے کی درخواست کی۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور ندا آئی کہ ان سے سوال کرو تا کہ تمہارا جواب دیں۔

حضرت عیسیٰؑ رات کی تاریکی میں اٹھے، ایک اونچے ٹیلے پر گئے اور آواز دی: ''اے گاؤں والو!'' ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا: لبیک یا روح اللہ!'' حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: ''تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ ہم کو بتاؤ کہ اس دنیا میں تمہارے اعمال کیسے تھے اور کس عمل کی وجہ سے اس عذاب کے مستحق ہو گئے؟''

اس شخص نے جواب دیا: ''ہمارا کام گمراہ لوگوں کی عبادت و اطاعت، دنیا دوستی کچھ کا ڈر زیادہ کی ہوس نہایت غفلت اور لہو و لعب میں مشغولیت تھا۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: ''تم کو دنیا سے کتنی محبت تھی؟'' جواب ملا: ''ہم کو دنیا سے اتنی ہی محبت تھی جتنی بچے کو ماں سے محبت ہوتی ہے۔ جب دنیا ہماری طرف رخ کرتی تو ہم خوش ہوتے تھے اور جب ہم سے منہ موڑتی تھی تو ہم گریہ و زاری کرتے اور غمگین ہوتے تھے۔''

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: ''تم کس طرح طاغوت و اہل ضلالت کی اطاعت کرتے تھے؟'' جواب ملا: ''ہم ان کی اطاعت کرتے اور جو کچھ وہ کہتے اسے انجام دیتے تھے۔''

حضرت عیسیٰؑ نے سوال کیا: ''آخر کار تمہارے ساتھ کیا پیش آیا؟'' جواب ملا: ''ہم رات کو صحیح و سلامت اور اطمینان سے سوئے۔ صبح کو خود کو ہاویہ میں پایا۔'' حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: ''ہاویہ کیا چیز ہے؟'' جواب دیا: ''سجین۔'' فرمایا: ''سجین کیا ہے؟'' کہا: ''آگ کا گولا جو جلایا جاتا ہے اور ہم کو جلانے کے لئے بھڑکتا رہتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا: ''تم لوگوں نے کیا کہا اور کیا جواب ملا؟'' جواب آیا: ''ہم نے کہا ہم کو دنیا میں بھیج دو تا کہ زہد و پرہیز گاری اختیار کریں اور جو گناہ کئے ہیں اس کی تلافی کریں۔ جواب ملا تم جھوٹ بولتے ہو۔ دنیا میں واپس جا کر اپنے وعدے پر عمل نہیں کرو گے۔''

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: ''کیوں تمہارے علاوہ کسی اور نے جواب کیوں نہیں دیا؟ کہا: ''یا رسولؑ اللہ! ان کے دہن پر

آگ کی لگامیں لگائی گئی ہیں، جن کا ایک سرا ملائکۂ عذاب کے ہاتھ میں ہے۔ میں اگر چہ ان کے درمیان تھا لیکن ان میں سے نہ تھا اور ان کے کسی عمل کو انجام نہیں دیا تھا۔ لیکن جب عذاب نازل ہوا تو میں بھی اس کی گرفت میں آ گیا۔ مجھے تختۂ دار پر لٹکا کر جہنم کے کنارے پر کھڑا کیا گیا ہے اور میں گرنے کے قریب ہوں اور معلوم نہیں کہ میں جہنم میں گر جاؤں گا یا مجھے نجات ملے گی۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا: ''اے اللہ کے دوستو! سوکھی روٹی اور نمک پر قناعت کرنا اور کوڑے پر سونا بہت اچھا ہے اور کبھی کبھی دنیا اور آخرت کی عافیت اسی میں ہے۔

اے برادران ایمانی اور اے دوستان روحانی! اس جانگداز حکایت اور ہوشربا قصہ پر تھوڑا سا غور وفکر کریں اور یقین کریں کہ آگ کے یہ گولے جو گنہ کاروں کے لئے بھڑکائے گئے ہیں، ابھی بھی موجود ہیں انبیا اور ائمۂ معصومینؑ ان کے وجود کی خبر دے چکے ہیں۔ پس افسوس ہے ہم چند روزہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں اور اپنے مالک کو رنجیدہ کریں اور خود کو جہنم کی آگ کا مستحق بنائیں۔ کہاں یہ کمزور ونحیف جسم اور باریک ہڈی اور کہاں آگ کی گرزیں! کمزور انسان کے پاس کہاں اتنی طاقت کہ جہنم کے سانپ بچھو، حمیم کی زنجیریں اور زقوم کو برداشت کر سکے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یکبارگی ترک دنیا کر دو اور اہل دنیا کو چھوڑ دو۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا اور رسولؐ وائمہ نے جن امور سے منع کیا ہے، اسے ترک کر دو اور جن باتوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کر دو۔ وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔ اب آپ خود صاحب اختیار ہیں۔ اگر آج میری باتوں کی قدر معلوم نہیں ہو رہی ہے تو کل ضرور قدر ہوگی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا اور بہت دیر ہو چکی ہوگی اور افسوس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا۔ **(جاری)**

۞۞۞

حسینیۂ حضرت غفران مآبؒ لکھنؤ میں عظیم مجالس کا تیئسواں دور

حسینیۂ حضرت غفران مآبؒ، لکھنؤ میں مولانا سید کلب عابد صاحب رحمت مآب کی یاد میں اس بار عظیم مجالس کا تیئسواں دور ۳ و ۴؍ اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز سنیچر واتوار منعقد ہونے جا رہا ہے جس میں ملک کے نامور علماء اور خطباء مثلاً حجۃ الاسلام مولانا محمود الحسن خان صاحب قبلہ جونپور، سرپرست مجلس علماء ہند، عالیجناب مولانا سہیل آفندی صاحب قبلہ حیدرآباد، سرپرست مجلس علماء ہند، حجۃ الاسلام مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ بنارس، حجۃ الاسلام مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب قبلہ پاکستان، عالیجناب پروفیسر ابوالقاسم صاحب قبلہ الہ آباد، حجۃ الاسلام مولانا سید شمشاد احمد صاحب قبلہ دہلی، عالیجناب پروفیسر سید کمال الدین اکبر صاحب الہ آباد، حجۃ الاسلام مولانا سید اطہر عباس صاحب قبلہ کلکتہ، حجۃ الاسلام مولانا سید صفی حیدر صاحب قبلہ سکریٹری تنظیم المکاتب لکھنؤ، حجۃ الاسلام مولانا محمد حجت صاحب قبلہ فیض آباد، حجۃ الاسلام مولانا وصی حسن صاحب فیض آباد اور عالیجناب مولانا سید سمیع الحسن وسیم صاحب قبلہ دہلی وغیرہ وغیرہ خطاب فرمائیں گے۔ مومنین سے شرکت کی پرخلوص استدعا ہے۔